2۔رخ و زلف پر جان کھویا کیا

خواجہ حیدر علی آتش

(1764ء۔۔۔۔1846ء)

ابتدائی حالات:

نام حیدر علی اور تخلص آتش تھا۔ آفیض آباد، لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام خواجہ علی بخش تھا جو دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔شجاع الدولہ کے عہد میں دلی چھوڑ کر فیض آباد آگئے۔ ابھی اتس صغیر سن تھے کہ والد وفات پا گئے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت بہتر طریقے سے نہ ہو سکی ۔آتش نے نواب مرزا تقی خان کی ملازمت اختیار کرلی۔ ان کے ساتھ لکھنا ہواوے ساری میں بھی ان کی شاگردگی اختیار کی آپ کے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ ہیں کی مار کے مارے آپ قلندرانہ مزاج کے حامل تھے اس لیے کسی دربار سے وابستہ نہیں ہوئے۔

الفاظ کی نگینہ کاری:

آتش غزل گو شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں تغزل کی بیشتر خوبیاں پائی جاتی تھی۔ وہ بھی اپنے زمانے کے دیگر شعراء کی طرح شاعری کا شاعر صناعی ، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کہتے تھے۔ تاہم آتش کے حامی انو سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا تھا اس وقت کے لکھنوی شعرا کے کلام میں جا بجا نظر آتا تھا۔ آتش کے کلام میں فرق ہونا تو قال تصوف دنیا کی بے ثباتی پہ پسندی درویشانو رنگ اور اخلاقی مضامین بکثرت دکھائی دیتے ہیں ان کی غزلوں میں تغزل رجائیت سادگی و سلاست نادر تشبیہات و استعارات اور آتش بیانی کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

تصانیف: آتش کی تصانیف میں ان کا کلیات ہی اہم ہے جس میں ان کا وہ سارا کلام شامل ہے جو مختلف اضاف سخن کی صورت میں موجود ہے۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اشکوں	آنسوؤں	رخ	چہرہ
زنخدان	ٹھوڑی	کِشتِ سخن	شاعری کی کھیتی
وصفِ دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی	وصفِ دندان یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی

غزل کے اشعار کی تشریح

شعر1۔ رُخ و زلف پر جان کھویا کیا

اندھیرے اجالے میں رویا کیا

تشریح:

محبت ایک ایسا جزبہ ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی آگ ہے جو نہ کسی سے لگانے سے لگتی ہے اور نہ ہو جانے میں کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے۔ محبت کی راہ پر چلنا کوئی آسان کام نہیں غموں اور دکھوں کے علاوہ محبوب کی بے رخی اور بے نیازی کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کہ میں لسی تعمیری کام میں حصہ نہ لے سکے شاعر نے اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اجالے سے اور اس کی زلفوں کو رات کی سیاہی سے تشبیہ دی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے محبوب کے چہرے اور بالوں پر جان قربان کرتا رہا اور دن رات ان کی یاد میں ہی روتا رہا۔

شعر2۔ ہمیشہ لکھے وصف دندان

یار قلم اپنا موتی پرویا کیا

تشریح:

شہر نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے محبوب کے دانت موتیوں کی طرح چمک دار ہیں۔ جب میں اپنے محبوب کے دانتوں کے اوصاف بیان کرتا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرا قلم موتی پرو رہا ہے محبوب کی تعریف میں ان دلآویز باتوں سے میرے دل کو سکون ملتا رہا میری ساری شاعری ہیں موتیوں کی مانند ہے۔

شعر۔3 کہوں کیا ہوئی عمر کیوں کے

بسر میں جاگا کیا بخت سویا کیا

تشریح:

شاعریں زندگی کے بارے میں یہ فلسفہ پیش کر رہا ہے کہ میں ساری عمر اگار رہا ۔یہاں جاگنے کا مطلب آگاہ رہنا ہے۔ شاید سے برے طریقے سے آگاہ ہے مگر شاعر اپنی قسمت کا گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میری قسمت میں میرا ساتھ نہ دیا۔ میری قسم تصویر ہی میں لپنی آگاہی سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکا بدنصیبی نے ہمیشہ پریشان کیے رکھا اپنے غیر دشمن بن گئے۔ دیکھنے میں تو چلتا پھرتا انسان تھا لیکن میرے نصیب ہمیشہ سوئے رہے۔ وقت کبھی ساتھ نہ دیا۔ کسی شاعر نے آتش کی یوں ترجمانی کی ہے۔

شعر4۔ رہی سبز بے فکر کشت سخن

نہ جوتا کیا میں نہ بویا کیا

تشریح:

انسانی زندگی احساسات کا نام ہے اور شاعری دنیا کا شاید حساس ترین انسان ہے۔ خیالات کو الفاظ کا رنگ دینا ان کا سب سے بڑا کمال ہے۔ دل کی بات لبوں پر اور قلم کی نوک پر لاکر آتش کہتے ہیں کہ میری شاعری کی کھیتی ہر وقت سرسبزوشاداب رہیں میری شاعری ہمیشہ اچھی رہی۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں نے اس لئے کچھ بھی نہیں کیا پھر یہ سرسبز و شاداب ہے۔ یہ میرے لئے عطیہ خداوندی ہے۔

شعر5۔ برہمن کو باتوں کی حسرت رہی

خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

تشریح:

برہمن ہندوؤں کی سب سے اونچی ذات ہے جو کہ بت پرست ہیں۔ انسان جس چیز کی پرستش کرتا ہے، اس کے بارے میں چاہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہے اپنے دل کی بات اس سے کہے اور اس کے خیالات اپنے بارے میں جانے یہاں سربراہان کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اس سے کیونکہ اللہ نے بتوں کو قوت گویائی

نہیں دیا سی طرح میرا محبوب بھی مجھ پر نظر کرم اور نظر التفات کرنے سے دریغ کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل کی بات لبوں پر لا کر اظہار محبت کیا ہے لیکن محبوب کی طرف سے اس کا کوئی مثبت جواب نہیں ملا ہے۔

شعر6۔ مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا

وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

تشریح:

عشق مزاجی ہوں یا حقیقی یہ اپنے عشق کو ایک خاص قسم کا لطف دیتا ہے اور جب اس کا چسکا پڑ جائے تو پھر اپنے ہی اشکوں سے ہاتھ دھو دھو کر غم کھانے میں مصروف رہتا ہے۔ عشق کے میدان جتنی رونق ہوتی ہے وہ صرف اور صرف عشق کی قربانیوں کی بدولت ہوتی ہے بزمِ عشق کی روشنی ہمیشہ خون دل سے ہوتی ہے شاعر کہتا ہے جو غم شناس ہوتا ہے وہ اشکوں کو کھو دیتا ہے ہاتھ دھونا سے مراد کسی چیز کو کھو دینا ہے اشکوں سے ہاتھ دھونے سے شاعر کی مراد یہ ہے جب کوئی غم کا عادی ہوجاتا ہے تو پھر کسی بھی غم کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آتے۔

شعر7۔ زنخدان سے آتش محبت رہی

کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

تشریح:

ہر عاشق کو اپنے محبوب کا حسن و جمال غیر معمولی لگتا ہے اور دنیا کی کوئی ہستی اسے اپنے محبوب سے زیادہ خوبصورت معلوم نہیں ہوتی۔ اس لیے خوبصورتی، رعنمائی اور دلکشی کی تعریفیں کرتا رہتا ہے۔ حسن و جمال میں اسے یکتا کہا جاتا ہے محبوب کی ہر ادا اسے پسند ہوتی ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں میں گر جائے تو اس کے لئے باہر نکلنا مشکل ہوجاتا ہے اسی طرح میرے دل نے مجھے محبوب کی تھوڑی کے گڑھے میں مشغول کردیا ہے اب مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں میری کیفیت ڈوبنے والوں جیسی ہوگئی ہے۔

حل مشقی سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟

جواب: شاعر نے ہمیشہ "دندانِ یار" یعنی محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟

جواب: شاعر کی عمر ظاہری طور پر جاگ کر لیکن قسمت کے حوالے سے سو کر بسر ہوئی یعنی ساری زندگی بد قسمتی میں گزاردی۔

(ج) شاعر نے اپنی کشت سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: شاعر نے کہا ہے کہ میری کشتِ سخن (شاعری کی کھیتی) بغیر پریشانی کے سر سبز و شاداب رہی ہے۔

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟

جواب: برہمن کو اس بات کی حسرت رہی کہ خدا نے بتوں کو بولنے والا کیوں نہیں بنایا۔

(ہ) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی پروتا ہے مراد یہ کہ اچھی شاعری اور مفید باتیں نکلتی ہیں۔

2۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندانِ یار	محبوب کے دانتوں کی خوبی مراد حبوب کے دانتوں کی تمریف کرنا
فکرِ کشتِ سخن	شاعری کی کھتی کی فکر مراد اشعار لکھنے کی فکر یا شوق۔

3۔ متن کو مدِ نظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اندھیرا	غم	اجالا
وصف	کنواں	دندان
قلم	سخن	موتی
عمر	اجالا	بسر
جاگا	دندان	سویا
فکر	موتی	سخن
زنخدان	بسر	کنواں
مزا	سویا	غم

4۔ درج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے استاد سے آگاہی حاصل کریں۔

ہمیشہ لکھے وصفِ دندان یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

جواب: تشبیہ: کسی ایک چیز کو کسی خاص مشترکہ خوبی یا برائی کی بنا پر کسی دوسری چیز جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے مندرجہ بالا شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے موتی چمکدار ہوتے ہیں شاعر کے محبوب کے دانت بھی چمکدار ہیں اس لئے شاعر محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

5۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

وصف، قلم، عمر، بخت، کشت سخن، برہمن، زنخدان

جواب: وَصْف، قَلَمْ، عُمْر، بَخْت، کَشْتِ سُخَنْ، بَرَہْمَنْ، زَنَخْدَانْ

6۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف، بخت، برہمن، زنخدان، آتش

الفاظ	معانی	جملے
وصف	خوبی	سچائی کا وصف ہر انسان میں ہونا چاہئے۔
بخت	قسمت	بلال بہت خوش بخت انسان ہے۔
برہمن	پنڈت	برہمن بتوں کے پجاری ہوتے ہیں۔
زنخدان	ٹھوڑی	چاہِ زنخدان خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے۔
آتش	آگ	اللہ تعالی اہل ایمان کو جہنم کی آتش سے محفوظ رکھے۔

7۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔ اندھیرا، جاگنا، غم، آگ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اندھیرا	اجالا	غم	خوشی
جاگنا	سونا	آگ	پانی

8۔ درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں۔ رُخ و زلف، دندانِ یار، کشتِ سخن

جواب: رُخ و زلف: مرکب عطفی ، دندانِ یار: مرکب اضافی، کشتِ سخن: مرکب اضافی

9۔ غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دین؟

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ رُخ و زلف پر جان کھویا کیا اندھیرے اجالے میں رویا کیا

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ زنخداں سے آتش محبت رہی کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل میں "کیا" ردیف ہے۔

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں کھویا، رویا، پرویا، سویا، بویا، گویا، دھویا اور ڈبویا قوافی ہیں۔

10۔ پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: آتش نے غزل کے پانچویں شعر میں "بتوں" بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔